شیخ محمد علی صابونی اور ان کی تفسیر صفوۃ التفاسیر

—————— جناب نور ولی شاہ

عصر حاضر میں اہل سنت و الجماعۃ کے کبارِ اہل علم میں سے ایک شیخ محمد علی الصابونی بھی ہیں۔ آپ کی مایہ ناز تفسیر 'صفوۃ التفاسیر' کو ۲۰۰۷ء میں جائزۃ دبئ الدولیۃ للقرآن الکریم سے نوازا گیا ہے۔ یہ ایوارڈ آپ کو دینی خدمات کے لیے اور خاص طور پر قرآن کریم کی تفہیم وتشریح کی عظیم خدمت انجام دینے کے صلے میں دیا گیا ہے۔[۱]

حالاتِ زندگی

آپ کا نام محمد علی اور آپ کے والد کا نام جمیل ہے۔ آپ کے والد شام کے مشہور شہر حلب کے جلیل القدر علماء میں سے تھے۔ محمد علی وہیں یکم جنوری ۱۹۳۰ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم والد بزرگوار سے حاصل کی۔ ابھی آپ مرحلۂ ثانویہ میں تھے کہ قرآن مجید حفظ کرلیا۔ اس کے بعد عربی لغت، علم الفرائض اور دیگر علوم دینیہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ پھر ثانویہ شرعیہ میں داخلہ لیا، جسے 'خسرویۃ' کہا جاتا ہے۔ اس میں آپ نے دینی اور عصری دونوں علوم حاصل کیے۔ چنانچہ ایک طرف آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، فرائض اور دیگر جملہ شرعی علوم حاصل کیے، دوسری طرف کیمسٹری، فزکس، الجبرا، حساب، تاریخ، جغرافیہ اور انگریزی زبان کی تعلیم حاصل کی۔ ثانویہ شرعیہ سے ۱۹۴۹ء میں امتیازی نمبروں سے فراغت پائی۔ اس کے بعد وزارۃ الاوقاف نے آپ کو سرکاری وظیفہ پر جامعہ ازہر بھیج دیا، جہاں سے آپ نے کلیۃ الشریعۃ کی سند حاصل کی۔ ۱۹۵۴ء میں تخصص کی تکمیل کی۔ اس طرح آپ نے جامعہ ازہر سے شہادۃ العالمیۃ فی تخصص

القضاء الشرعی حاصل کی۔اس زمانے کی یہ سند آج کی پی ایچ ڈی کے مساوی تھی، کیوں کہ یہ اس وقت کی سب سے عالی سند تھی۔اس کے بعد آپ واپس شام آئے، جہاں حلب میں ثانوی درجات میں 'اسلامی ثقافت' کے استاد مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۵ء سے ۱۹۶۲ء تک آٹھ سال پیشۂ تدریس سے وابستہ رہنے کے بعد شام کی وزارۃ التربیۃ نے آپ کو سعودی عرب میں جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ میں کلیۃ الشریعۃ والدرسات الاسلامیۃ میں بہ طور مدرس بھیج دیا، جہاں آپ نے اٹھائیس (۲۸) برس تدریسی خدمت انجام دی۔آپ کے علمی و تحقیقی کام کو دیکھ کر جامعہ ام القرایٰ نے آپ کو مرکز البحث العلمی و احیاء التراث الاسلامی میں بہ حیثیت محقق مقرر کر دیا۔وہاں آپ نے امام ابوجعفر النحاس (م ۳۳۸ھ) کی تفسیر 'معانی القرآن' کے مخطوطے کی تحقیق کی۔ چھ جلدوں میں یہ تفسیر تیار ہوئی اور مرکز البحث العلمی واحیاء التراث الاسلامی، جامعۃ ام القریٰ، مکہ مکرمہ سے شائع ہوئی۔اس کے بعد شیخ صابونی نے کچھ عرصہ تک رابطہ عالم اسلامی کے ادارے 'ھیئۃ الاعجاز العلمی فی القرآن والسنۃ' میں بہ طور مشیر خدمت انجام دی۔

علمی خدمات

شیخ صابونی نے بہت سے علمی و تحقیقی کام انجام دیے۔آپ نے مختلف علوم شرعیہ میں کتابیں تصنیف کیں، جنھیں چار دانگ عالم میں پزیرائی حاصل ہوئی۔آپ کی کتابیں پوری دنیا میں عام ہوئیں۔ کئی کتب کے ترکی، انگریزی، فرانسیسی، ملاوی اور دیگر زبانوں میں ترجمے ہوئے۔

تدریس کے ساتھ آپ مسجد حرام میں روزانہ مسائل کے جوابات دیتے تھے۔ اسی طرح مدینہ منورہ میں آپ کا ہفتہ وار درسِ قرآن ہوتا تھا۔یہ سلسلہ اسّی (۸۰) برس کی عمر تک جاری رہا۔ اس عرصے میں آپ نے بیس (۲۰) پاروں کی تفسیر بیان کی۔ یہ دروس کیسٹس میں محفوظ ہیں۔آپ نے تفسیر قرآن سے متعلق ٹی وی کے سات سو سے زائد پروگراموں میں شرکت کی۔

اساتذہ

شیخ صابونی کے مشہور اساتذہ میں شیخ محمد نجیب سراج، شیخ محمد سعید الادلبی، شیخ محمد راغب الطباخ اور شیخ محمد نجیب خیاطہ (شیخ القراء) شامل ہیں۔آپ مختلف شیوخ کے دروس میں شرکت کے لیے مساجد اور ان کے گھروں میں حاضری دیتے تھے۔

تصنیفات

آپ کی مشہور تصنیفات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔صفوۃ التفاسیر (یہ آپ کی سب سے مشہور کتاب ہے۔)
۲۔المواریث في الشریعة الاسلامیة
۳۔من کنوز السنة
۴۔روائع البیان في تفسیر آیات الأحکام
۵۔قبس من نور القرآن الکریم
۶۔موسوعة الفقه الشرعي المیسّر (سلسلة التفقّه في الدین)
۷۔السنة النبویة قسم من الوحی الالٰهی المنزّل
۸۔الزواج الاسلامي المبکر سعادۃ و حصانة
۹۔التفسیر الواضح المیسّر
۱۰۔الهدی النبوي الصحیح في صلاۃ التراویح
۱۱۔ایجاز البیان في سورۃ القرآن
۱۲۔موقف الشریعة الغرّاء من نکاح المتعة
۱۳۔حرکه الأرض و دورانها حقیقة علمیة أثبتها القرآن
۱۴۔التبیان فی علوم القرآن
۱۵۔عقیدۃ أهل السنة و الجماعة
۱۶۔النبوۃ و الأنبیاء
۱۷۔رسالة الصلاۃ

۱۸۔ المهدی و أشراط الساعة

۱۹۔ المقتطف من عیون الشعر

۲۰۔ درّة التفاسیر (علی هامش المصحف)

۲۱۔ جریمة الربا أخطر الجرائم الدینیة و الاجتماعیة

۲۲۔ شرح ریاض الصالین

۲۳۔ شبهات و أباطیل حول تعدّد زوجات الرسول

۲۴۔ رسالة فی حکم التصویر

۲۵۔ معانی القرآن (للنحاس)

۲۶۔ المقتطف من عیون التفاسیر (للمنصوری)

۲۷۔ مختصر تفسیر الطبري

۲۸۔ مختصر تفسیر ابن کثیر

۲۹۔ تنویر الأذهان من تفسیر روح البیان (للبروسوی)

۳۰۔ المنتقیٰ المختار من کتاب الأذکار (للنووي)

۳۱۔ فتح الرحمٰن بکشف ما یلتبس في القرآن (للأنصاري)

آپ کی کتاب 'التبیان فی علوم القرآن' وفاق المدارس العربیۃ پاکستان کے عالمیہ سال اول میں داخل نصاب ہے۔

شیخ صابونی کا مقام معاصرین کی نظر میں

شیخ صابونی کے تبحر علمی، وسعتِ فکر اور تحقیقات نے معاصر اہل علم کے دلوں میں جگہ بنالی تھی اور وہ آپ کی خدمات کو قدر و تحسین کی نظر سے دیکھتے تھے۔

جامعہ ازہر کے شیخ ڈاکٹر عبد الحلیم محمودؒ آپ کی وسعت علمی اور تفسیری کام سے کافی متاثر تھے۔ آپ کی مایہ ناز تفسیر 'صفوۃ التفاسیر' پر بہ طور تقریظ انہوں نے لکھا ہے:

> ''اس بات میں شک نہیں کہ مؤلف نے تفسیر کی امہات الکتب سے استفادہ میں پوری بصیرت کا مظاہرہ کیا ہے۔'' (صفوۃ التفاسیر، ۱/۵)

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے آپ کی تفسیر 'صفوۃ التفاسیر' کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے:

"یہ تفسیر آپ کے مطالعہ کا نچوڑ اور کتبِ تفسیر کا خلاصہ ہے۔ اس پر وہی شخص قادر ہو سکتا ہے جو وسعتِ مطالعہ اور ذوقِ سلیم کے ساتھ فنِ تدریس سے بھی مناسبت رکھتا ہو۔ آپ اس خدمت پر طلبۂ علم اور فنِ تفسیر سے شغف رکھنے والوں کی جانب سے شکریہ کے مستحق ہے۔ اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، آپ کو اس کا اچھا بدلہ دے اور اسے قبولیت سے نوازے۔" (صفوۃ التفاسیر، ۱/۷)

آپ کی کتابوں پر بہت سے کبارِ اہل علم کی تقریظات موجود ہیں۔

صفوۃ التفاسیر

صفوۃ التفاسیر آپ کی خدمتِ قرآن کا ایک شاہ کار نمونہ ہے۔ اس تفسیر میں آپ نے قرآنی آیات کی تشریح، اس کے معانی کی توضیح اور اس کے مدلولات کی تنقیح میں تفسیر کی امہات الکتب سے استفادہ کیا ہے۔ آپ نے ائمہ متقدمین کی کتبِ تفسیر اور ائمہ متاخرین کے اقوال سے اس تفسیر کو مرتب کیا ہے۔ اس طرح اس میں جملہ ائمہ تفسیر کے اقوال کا نچوڑ آ گیا ہے۔ آپ کا اسلوبِ بیان بہت سہل ہے۔ آپ کی تحریر سے قاری اکتاتا نہیں۔ آپ کی تفسیری عبارتیں نہایت دل نشیں ہیں۔ آپ فصاحت و بلاغت میں کامل دست رس رکھتے ہیں، جس کی جھلکیاں اس تفسیر میں جابجا نظر آئیں گی۔

شیخ صابونی کو کس چیز نے یہ تفسیر لکھنے پر آمادہ کیا؟ اس کا تذکرہ انھوں نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں جامعیت سے فرمایا ہے۔ آپ نے لکھا ہے:

"دنیاوی مصروفیت اور مشاغل کی وجہ سے اکثر مسلمان ضخیم کتبِ تفسیر کا مطالعہ نہیں کر سکتے۔ اس وجہ سے وہ قرآن مجید کے معانی و مفاہیم کو سمجھنے اور اس کا اعجاز اپنی آنکھوں سے دیکھ پانے سے کوسوں دور رہتے ہیں۔ چنانچہ وہ راہِ ہدایت کی طرف رہ نمائی کرنے والی اس کتاب سے

استفادہ کرنے اوراس کے ذریعہ اپنے لیے راہِ عمل متعین کرنے میں ناکام رہتے ہیں۔ اس لیے علماء پر لازم ہے کہ عمدہ اسلوب اور پُراثر اندازِ بیان کے ذریعے قرآن مجید کو عامۃ الناس کے لیے قابل فہم بنانے کی کوشش کریں، جس میں نہ بے جا طوالت ہو اور نہ حد سے زیادہ اختصار۔ ان معیارات پر پوری اترنے والی کوئی تفسیر میری نظر سے نہیں گزری، اس لیے میں نے اس پُرمشقت کام کا بیڑا اٹھایا اوراس کا آغاز کردیا۔ (صفوۃ التفاسیر، ۱/ ۱۴)

اس تفسیر کے نام کے بارے میں شیخ صابونی فرماتے ہیں کہ چوں کہ یہ مختلف ضخیم کتبِ تفسیر کا اختصار اور نچوڑ ہے، اس لیے اس کا نام 'صفوۃ التفاسیر' رکھا۔ (صفوۃ التفاسیر، ۱/ ۱۴)

یہ تفسیر آپ نے پانچ برس میں مکمل کی ہے۔ اس مدت میں آپ نے دن رات محنت کی ہے۔ (صفوۃ التفاسیر، ۱/ ۱۵)

اسلوبِ تفسیر

شیخ صابونی نے اپنی تفسیر میں جن بنیادی خصوصیات کا لحاظ کیا ہے ان میں نمایاں ترین خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

بین یدی السورۃ

ہر سورہ کی ابتدا میں' بین یدی السورۃ ' کے عنوان سے وہ اس سورہ کا اجمالی خاکہ پیش کرتے ہیں اوراس کے اساسی مقاصد کا ذکر کرتے ہیں۔ طویل سورتوں کی ابتدا میں یہ کام آپ نے تفصیل سے اور چھوٹی سورتوں کی ابتدا میں اختصار سے کیا ہے۔ مثال کے طور پر سورہ النصر کی ابتدا میں انھوں نے لکھا ہے:

"سورۃ النصر مدنی سورۃ ہے۔ اس میں فتح مکہ کا ذکر ہے، جس سے مسلمانوں کو عزت ملی اور اسلام پورے جزیرہ عرب میں پھیل گیا، جس سے کفر وشرک کے قدم اکھڑ گئے۔ اس واضح فتح سے لوگ دین اسلام

میں داخل ہونے لگے، اسلام کا علم بلند ہوا اور بت پرستی سکڑ گئی۔ مکہ فتح ہونے سے قبل اس کی پیشگی خبر دینا آپ ﷺ کی صداقت کے واضح دلائل میں سے ہے۔ (صفوۃ التفاسیر، ۳/ ۵۸۹)

ربطِ آیات:

شیخ صابونی اس تفسیر میں ربطِ آیات پر زور دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر سورۃ الاسراء کی درج ذیل آیات ملاحظہ ہوں:

إِذْ يَقُولُ الظَّالِمُونَ إِن تَتَّبِعُونَ إِلاَّ رَجُلاً مَّسْحُوراً انظُرْ كَيْفَ ضَرَبُواْ لَكَ الأَمْثَالَ فَضَلُّواْ فَلاَ يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلاً وَقَالُواْ أَئِذَا كُنَّا عِظَاماً وَرُفَاتاً أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقاً جَدِيداً قُل كُونُواْ حِجَارَةً أَوْ حَدِيداً أَوْ خَلْقاً مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ فَسَيَقُولُونَ مَن يُعِيدُنَا قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ (آیات: ۴۷-۵۱)

ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے شیخ صابونی لکھتے ہیں:

''ماقبل کی آیات میں قرآن مجید کے بارے میں مشرکین کے رویے کا ذکر تھا۔ ان آیات میں حشر ونشر کے بارے میں ان کے شبہات کا ذکر ہے۔ آگے کی آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان کے شبہ کی تردید اور تکذیب کی ہے، اس کے بعد وعظ و نصیحت کے لیے آدمؑ اور ابلیس کے واقعہ کا تذکرہ ہے''۔ (صفوۃ التفاسیر، ۲/ ۱۵۰)

لغوی و صرفی تحقیق اور اشعار سے استشہاد

آپ مشکل الفاظ کی لغوی و صرفی تحقیق بھی کرتے ہیں اور عربی اشعار کو بہ طور نظیر اور شاہد کے پیش کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر سورۃ المدثر کی آیت نمبر ۱۳ 'فَرَّت مِن قَسوَرَۃ' میں لفظ 'قسورۃ' کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''قسورۃ شیر کو کہتے ہیں۔ یہ قسر سے نکلا ہے جس کے معنیٰ قہر کے ہیں۔ شیر کو قسورۃ اس لیے کہتے ہیں کیوں کہ وہ درندوں پر قہر کرتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ قسورۃ تیر اندازوں کے اس گروہ کو کہتے ہیں جو شکار کرتا ہے۔

ازہری فرماتے ہیں: یہ ایسی جمع ہے جس کی جنس سے اس کا واحد نہیں آتا۔لیکن بعض شعراء کے کلام میں اس کی جمع 'قساور' مذکور ہے۔لبید کا شعر ہے:

اذا ما هتفنا هتفة في ندينا   أتانا الرجال الصائدون القساور

جب ہم اپنی مجلس میں آواز دیتے ہیں تو ہمارے پاس شیر کے شکاری جیسے لوگ آجاتے ہیں۔(صفوۃ التفاسیر، ۴۴۹/۳)

اسبابِ نزول

شیخ صابونی اسبابِ نزول بیان کرنے پر خاص توجہ دیتے ہیں، خصوصاً ان آیات کے سلسلے میں جن کا سمجھنا اسبابِ نزول جانے بغیر مشکل ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر سورۂ آل عمران کی ابتدائی اسّی (۸۰) آیات کی شانِ نزول ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ آیات نجران کے نصاریٰ کے وفد کے بارے میں، جو ساٹھ نفوس پر مشتمل تھا، نازل ہوئی تھیں۔ ان میں سے تین ان کے چوٹی کے سردار تھے: ایک عبدالمسیح، جوان کا امیر تھا، دوسرا ایھم، جوان کا مشیر تھا، تیسرا ابوحارثہ بن علقمہ، جوان کا مذہبی پیشوا تھا۔ یہ سب آپؐ کے پاس آئے اور بات شروع کی...آپؐ نے ان کے تمام شبہات کے تفصیلی، مدلّل اور مسکت جوابات دیے، جس سے وہ خاموش ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے ابتدائے سورہ سے اسّی (۸۰) آیات تک اسی مناسبت سے نازل کیں۔(صفوۃ التفاسیر، ۱۶۷/۱)

فصاحت وبلاغت

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا معجزانہ کلام ہے۔ اس کے اعجاز کی ایک نمایاں جہت یہ ہے کہ یہ فصاحت وبلاغت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہے۔ آج تک کوئی شخص اس جیسا فصیح وبلیغ کلام پیش نہیں کرسکا۔ اس تفسیر میں آیاتِ قرآن کی فصاحت وبلاغت نمایاں کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر سورۃ الصافات کی مختلف آیات میں فصاحت و

بلاغت کے جو قاعدے استعمال ہوئے ہیں، ان کو شیخ صابونی نے یوں بیان کیا ہے:

(۱) سلوبِ تہکمی: أَذٰلِکَ خَیۡرٌ نُّزُلًا أَمۡ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ (الصافات:۶۲)

یہاں پر 'خیر' کا لفظ تہکّماً اور استہزائً استعمال ہوا ہے۔

(۲) جناسِ ناقص: جب دو الفاظ زبان پر لانے میں مشابہ اور یکساں ہوں تو اسے 'جناس' کہتے ہیں۔ جب یہ دو متجانس الفاظ چار چیزوں میں مشابہ ہوں تو جناس تام ہوتا ہے، ورنہ جناس ناقص۔ وہ چار چیزیں یہ ہیں: ۱۔ حروف کی نوع، ۲۔ حروف کی تعداد، ۳۔ حرکات وسکنات سے حاصل شدہ ہیئت، ۴۔ معنیٰ کے اختلاف کے ساتھ کامل ترتیب میں ہونا۔

مثال کے طور پر وَلَقَدۡ أَرۡسَلۡنَا فِیۡهِم مُّنذِرِیۡنَ ۔ فَانظُرۡ کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَةُ الۡمُنذَرِیۡنَ (الصافات:۷۲۔ ۷۳) میں موجود الفاظ 'مُنذِرین' اور 'مُنذَرین' میں جناسِ ناقص ہے۔ پہلے سے مراد پیغمبر اور دوسرے سے مراد امت ہے۔

ایک آیت ہے: طَلۡعُهَا کَأَنَّهُ رُءُوسُ الشَّیٰطِیۡنِ (الصافات:۶۵) اس آیت میں خوف اور شناعت بیان کرنے کے لیے تشبیہ ذکر ہوئی ہے۔

(۴) استعارہ تبعیہ: إِذۡ جَآءَ رَبَّهُ بِقَلۡبٍ سَلِیۡمٍ (الصافات: ۸۴) ۔ یہ تعبیر اپنے رب کی طرف متوجہ ہونے کے لیے استعمال ہوئی ہے۔ جو شخص بادشاہ کے پاس بیش قیمت تحائف لے کر جاتا ہے وہ اس کی رضا حاصل کر لیتا ہے۔

(۵) طباق: طباق دو متقابل لفظوں کو ایک ساتھ ذکر کرنے کو کہتے ہیں، جیسے هُوَ الۡأَوَّلُ وَالۡآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالۡبَاطِنُ (الحدید:۳) آیت وَبَارَکۡنَا عَلَیۡهِ وَعَلَیٰ إِسۡحٰقَ وَمِن ذُرِّیَّتِهِمَا مُحۡسِنٌ وَظَالِمٌ لِّنَفۡسِهِ مُبِیۡنٌ (الصافات: ۱۱۳) میں 'محسن' اور 'ظالم' طباق کی مثال ہے۔ (صفوۃ التفاسیر، ۳/۳۷)

فوائد اور لطائف

شیخ صابونی اپنی تفسیر میں جگہ جگہ قیمتی فوائد اور دقیق علمی لطائف ذکر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر انہوں نے سورۃ الفاتحہ کی تفسیر کرنے کے بعد 'الفواید' کی سرخی

باندھی ہے، جس کے تحت تین فائدے بیان کیے ہیں:

(۱) اللہ اور الٰہ کے درمیان فرق: کہ اللہ ذاتِ باری تعالیٰ کا عَلَم ہے۔ اس کا معنیٰ ہے معبود برحق اور الٰہ معبود کو کہتے ہیں، چاہے برحق ہو یا باطل۔ اس لیے اس کا اطلاق اللہ اور غیر اللہ دونوں پر ہوتا ہے۔

(۲) إِيَّاكَ نَعْبُدُ وإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ میں جمع کے صیغے استعمال ہوئے ہیں، یہ بتانے کے لیے کہ بندہ اپنے آپ کو نہایت حقیر و ذلیل ظاہر کرے کہ میں تن تنہا آپ کی مقدس بارگاہ میں حاضری نہیں دے سکتا، جب تک دیگر موحدین اور مؤمنین کی جماعت میں شامل نہ ہو جاؤں۔

(۳) أَنعَمتَ عَلَيۡهِمۡ میں نعمت کی نسبت اللہ کی طرف ہے، جب کہ آگے غضب اور ضلالت کی نسبت یہود و نصاریٰ کی طرف ہے، حالاں کہ وہ بھی اللہ کی طرف سے ہے۔ یہ اہل ایمان کو یہ ادب سکھانے کے لیے ہے کہ اللہ کی طرف خیر کی نسبت کرنا اور شر کی نسبت نہ کرنا ادب کا تقاضا ہے۔ (صفوۃ التفاسیر، ۱/۲۱)

صفوۃ التفاسیر پر تنقید

شیخ صابونی کی مایہ ناز تفسیر کو جہاں ایک طرف از حد پزیرائی اور شہرت حاصل ہوئی، وہیں دوسری طرف اس پر خوب نقد بھی کیا گیا۔ آپ کی تصنیفات، خصوصاً آپ کی تفسیر 'صفوۃ التفاسیر' کے رد میں متعدّد کتابیں لکھی گئیں۔ ان کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے:

(۱) **الردّ على أخطاء محمد علي الصابوني في كتابه صفوة التفاسير و مختصر تفسير ابن جرير۔**

(۲) **مخالفات هامّة في مختصر تفسير ابن جرير الطبري للشيخ محمد علي الصابوني۔**

(۳) **تنبيهات هامة علىٰ كتاب صفوة التفاسير۔**

یہ تینوں کتابیں شیخ محمد بن جمیل زینو کی ہیں، جو دار الحدیث الخیریۃ مکہ مکرمہ

میں تفسیر کے استاد ہیں۔اوّل الذکر دونوں کتابیں ۱۴۰۶ھ میں ایک کتاب کی شکل میں شائع ہوئیں۔تیسری کتاب میں کچھ مزید تردیدات کو شامل کیا گیا، جو پہلی دو کتابوں میں موجود نہیں تھی۔ یہ ۱۴۰۷ھ میں طبع ہوئی ۔ اس کتاب کے آخر میں دیگر اہل علم کی تردیدات کو بھی جگہ دی گئی ہے۔مثلاً:

(۴) ملاحظات علی کتاب صفوة التفسیر، شیخ سعد ظلام۔اس کا کچھ حصہ مجلة منار الاسلام اور کچھ مجلة التوحید المصریة، رجب ۱۴۰۸ھ میں شائع ہوا تھا۔

(۵) ملاحظات علی صفوة التفاسیر، شیخ عبد اللہ بن عبد الرحمن بن جبرین (رکن ادارات البحوث العلمیة والافتاء والدعوة والارشاد)۔

(۶) ملاحظات عامة علی کتاب صفوة التفاسیر للصابونی، شیخ صالح الفوزان (استاذ جامعة ال إمام محمد بن سعود اور رکن ہیئة کبار العلماء)

(۷) تعقیبات و ملاحظات علی کتاب صفوة التفاسیر، شیخ صالح الفوزان۔

شیخ صابونی کی بعض دیگر کتابوں اور تحریروں پر بھی علماء نے نقد کیا ہے۔ان کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے:

(۸) نقد کتاب المفسّرون بین المقابل و الاثبات في آیات الصفات للصابوني،شیخ محمد بن عبد الرحمن المغراوی۔یہ کتاب دو جلدوں میں ۱۴۰۵ھ میں طبع ہو چکی ہے۔

(۹) السلسلة الصحیحة للألباني، جزء چہارم کے مقدمہ میں **مختصر تفسیر ابن کثیر للصابونی** پر تعقیبات موجود ہیں۔

(۱۰) السلسلة الضعیفة للألبانی میں بھی شیخ صابونی کی بعض تحریروں پر تعقیبات ہیں۔

(۱۱) ملاحظات علی مختصر تفسیر ابن جریر الطبري، الشیخ اسماعیل الانصاری۔

(۱۲) الأخطار علی المراجع العلمیة لأئمة السلف، شیخ عثمان بن عبد

القادر الصافی الطرابلسی۔ اس کتاب کا اصل عنوان یہ ہے: دراسة تمهيدية تهدف إلى المحافظة على التراث العلمي الاسلامي و التحذير من العبث به، على ضوء وجهة نظر في كتابَي مختصر تفسير ابن كثير و صفوة التفاسير للشيخ علي الصابوني۔ یہ ۱۴۰۳ھ میں طبع ہوئی ہے۔

(۱۳) تنبيهات هامة على ما كتبه الشيخ علي الصابوني في صفات الله عزّ و جلّ۔ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز۔

(۱۴) منهج الأَشاعرة في العقيدة: تعقيب على مقالات الصابونی۔ الشیخ سفر الحوالی۔

(۱۵) تعقيبات على مقالات الصابونی، الشیخ ادریس بن محمد علی۔

(۱٦) محرّر خطّي للشيخ محمد بن سعيد القحطاني، رئيس قسم القراءات بجامعة أمّ القرى۔

(۱۷) محضر اتّخذ عليه في مناقشة المشايخ له فيما نشره في مجلة المجتمع، وهو من محفوظات كلية الشريعة بجامعة أُم القرى في ۱٦/۳/۱۴۰۴ھ

(۱۸) نظرات في كتاب النبوة و الأَنبياء للصابوني، الشیخ محمد محمود ابو رحیم۔ یہ کتاب ۱۴۰٦ھ میں طبع ہوئی۔

(۱۹) الردّ على الصابوني فيما سمّاه الهدي النبوي الصحيح في صلاة التراويح، الشیخ محمد بن یوسف العجمی۔ یہ کتاب ۱۴۰٦ھ میں طبع ہوئی۔

(۲۰) الكشف الصريح عن أَغلاط الصابوني في صلاة التراويح، الشیخ علی بن حسن عبدالحمید الحلبی۔

شیخ صابونی پر اعتراضات

شیخ صابونی کے علمی کاموں پر جو اعتراضات کیے گئے ہیں شیخ بکر بن عبد اللہ

ابوزید نے ان سب کا خلاصہ ایک کتاب 'الردود' میں کر دیا ہے، جو دار العاصمۃ بیروت سے شائع ہوئی ہے۔شیخ صابونی پر جو اعتراضات کیے گئے ہیں ان میں چند بڑے اعتراضات درج ذیل ہیں:

۱۔غیر معتبر کتب سے حوالہ

شیخ بکر بن عبداللہ اور جمیل الفوزان نے لکھا ہے کہ شیخ صابونی نے معتبر اور غیر معتبر، ہر طرح کے مصادر سے استفادہ کیا ہے، مثلاً ابن جریر اور ابن کثیر سلفی، رضی اور طبری رافضی، زمخشری معتزلی، رازی اور صاوی اشعری تھے، اسی طرح انھوں نے عصر حاضر میں سید قطب اور شیخ القاسمی وغیرہ سے استفادہ کیا ہے، حالاں کہ ان کی کتب میں جو دجل و فریب ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔

۲۔قرآن مجید میں جگہ جگہ استعارات کا اثبات

بعض حضرات نے کہا ہے کہ قرآن مجید انسانیت کی فلاح و بہبود اور رہ نمائی کے لیے آیا ہے، نہ کہ فصاحت و بلاغت کی گھتیاں سلجھانے کے لیے،لیکن شیخ صابونی نے کثرت سے قرآن میں استعارات،تشبیہات وتمثیلات یا بلاغت کی دقیق اصطلاحات، مثلاً طباق، جناس، اشتقاق، اطناب وغیرہ کا اثبات کیا ہے۔

۳۔ضعیف احادیث کا درجہ بیان نہ کرنا

اسبابِ نزول کے بیان میں شیخ صابونی نے کثرت سے احادیث ذکر کی ہے، مگر ان کا درجہ نہیں بیان کیا ہے، کہ یہ حدیث صحیح ہے یا حسن یا ضعیف؟

۴۔صفاتِ باری کی تاویل

جن آیات میں صفات باری تعالیٰ کا ذکر ہے، ان کی شیخ صابونی نے تاویل کی ہے، حالاں کہ اسلاف کا یہ طرز نہیں تھا، بلکہ وہ ان آیات کا من وعن ترجمہ کرتے تھے۔

جوابات

شیخ صابونی نے مذکورہ بالا اعتراضات کے مناسب جوابات دیے ہیں۔ انھیں شیخ سلیم الگوثری نے اپنے ایک مضمون میں جمع کر دیا ہے۔ مثلاً شیخ صابونی نے لکھا ہے کہ انھوں نے زمخشری سے بلاغتِ قرآن سے متعلق موادلیا ہے، ان کی اعتزالی آراء نہیں لی ہیں۔ بلاغت کے اعتبار سے علامہ زمخشری نے جو خدمت کی ہے وہ قرآن کی حقانیت کی ایک واضح دلیل ہے۔ جہاں تک اشاعرہ کی تفاسیر سے استفادہ کی بات ہے، تو شیخ صابونی خود اشعری ہیں اور یہی جمہور اہل علم کا مسلک ہے۔

جہاں تک استعارات اور بلاغت کی دیگر اصطلاحات کا تعلق ہے تو یہ قرآن کی ایک بڑی خاصیت ہے۔ اس کا ہم کیسے انکار کر سکتے ہیں۔

صفاتِ باری کی بہت سے علماء ابتدا سے تاویل کرتے آئے ہیں۔ مثال کے طور پر سورہ قلم کی آیت ۴۲: يَوۡمَ يُكۡشَفُ عَن سَاقٍ میں لفظ 'ساق' کی تشریح میں علامہ طبریؒ نے صحابہ اور تابعین کے بہت سے اقوال ذکر کیے ہیں۔ ان میں ایک بھی قول ایسا نہیں ہے کہ یہاں 'ساق' سے مراد اللہ کی 'پنڈلی' ہے، بلکہ سب نے اس کو سخت ہولناکی اور شدت پر محمول کیا ہے۔

شیخ صابونی نے اپنی تفسیر میں بعض تسامحات (خصوصاً احادیث کی صحت وضعف کے حوالے سے) کا اعتراف کیا ہے، لیکن اس کی وجہ سے آپ کی تفسیری خدمات کا انکار کرنا یا ان کی قدر واہمیت کم کرنا کسی بھی طرح قرینِ انصاف نہیں ہے۔ صفوۃ التفاسیر عربی زبان میں جدید دور کی ایک مایہ ناز تفسیر ہے، جسے عرب وعجم میں بڑی پزیرائی ملی ہے۔ آپ کی یہ تفسیر قرآن مجید کی ایک عظیم خدمت کے زمرے میں آتی ہے۔

☆☆☆